شیئرز کی خرید وفروخت کی شرعی حیثیت

مفتی نعمت اللہ حقانی

جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان بنوں

نئے کاروباری معاملات میں شیئرز کی خرید وفروخت کافی اہمیت اختیار کرگیا ہے۔ایک مسلمان جو کہ اس سلسلہ میں فقہی احکامات جاننا چاہتا ہے ان کی رہنمائی کے لئے اسلام آباد فقہی سیمینار منعقدہ ۱۵،۱۶ مارچ ۲۰۰۳ء میں مفتی صاحب کا پیش کردہ مقالہ قارئین کے استفادہ کے لئے پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

نمبر شمار	ذیلی عنوانات	نمبر شمار	ذیلی عنوانات
۱:	تمہید	۱۰	وکالت کی تصریح فقہی تحقیق کی روشنی میں
۲:	شیئرز کی لغوی تحقیق وتشریح		
۳:	شیئرز کی شرعی حیثیت	۱۱:	سود سے حاصل شدہ منافع کا مسئلہ
۴:	شیئرز کی خرید وفروخت (جبکہ کمپنی کے پاس کوئی اثاثہ نہ ہو)	۱۲:	شیئرز کی تجارت
۵:	نقد واملاک کے مجموعہ کا حکم	۱۳:	فیوچر سیل وبیاعات مستقبلہ
۶:	وہ کمپنیاں جن کا بنیادی کاروبار حرام ہو	۱۴:	غائب سودا جس میں بیع کی نسبت مستقبل کی طرف کی جاتی ہو
۷:	وہ کمپنیاں جن کا کاروبار حلال ہو	۱۵:	شیئرز کی سرٹیفکیٹ ملنے سے قبل شیئرز پر قبضہ تسلیم کیا جائیگا یا نہیں؟
۸:	حلال کاروبار والے کمپنیوں کی اصلاح	۱۶:	دلال (بروکر) کے ذریعہ شیئرز کی خرید وفروخت
۹	کمپنی بورڈ آف ڈائریکٹرز اور شیئرز ہولڈز کا باہمی رشتہ	۱۷:	شیئرز میں ''بدلہ'' کا سودا

الحمد للّٰہ وکفی والصلاۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ . اما بعد

تمہید:

یہ حقیقت ہے۔کہ دور حاضر کی اقتصادیات میں جوائنٹ اسٹاک کمپنیوں کا اہم رول ہے۔اسی طرح یہ بھی واقعہ ہے۔کہ ان کمپنیوں کے اہم اثاثے اور ذرائع شیئرز ہیں۔یہ شیئرز ہی ہیں جن کے ذریعے امکانی حد تک مال کی ایک بڑی مقدار کو جمع کرنے کا عمل انجام پاتا ہے۔کیونکہ اصل سرمایہ کو چھوٹے چھوٹے حصص میں تقسیم کردینے کی وجہ سے تمام لوگوں کو اس میں شراکت کا موقعہ حاصل ہوتا ہے۔اور اس مجموعی شراکت کے نتیجہ میں اصل سرمائے کی ایک بڑی رقم جمع ہوجاتی ہے۔اور اس کے ذریعے کمپنیاں بڑے بڑے

پروجیکٹس شروع کرسکتی ہے۔

آج کے دور میں شیئرز کا کاروبار صرف کمپنی کے باقی شراکت داروں پر منحصر نہیں ہے۔ بلکہ آج کے دور میں شیئرز کی حیثیت ان سیکورٹیز کی ہوگئی ہے۔ جو وسیع پیمانہ پر لوگوں میں اور خصوصاً انٹرنیشنل اسٹاک ایکسچینج میں متداول ہیں۔ اس موقعہ پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ عمومی طور پر شیئرز کے کاروبار کی شرعی حیثیت کیا ہے؟۔

اسی طرح شیئرز کی سرمایہ کاری، خصوصاً ان شیئرز کی سرمایہ کاری کی شرعی حیثیت کیا ہے۔، جو عالمی کمپنیوں یا عالم اسلام کے اندرون مقامی کمپنیوں کی زیر ملکیت ہیں۔ اور جن کے معاملات ربا کے شبہ سے خالی نہیں۔

۲۔ شیئرز کی لغوی تحقیق وتشریح:

شیئرز انگریزی لغت میں سہم اور حصہ کے معنی میں آتا ہے۔ سہم اور مساہمت کی معنیٰ شرکت اور مشارکت ہے۔ کہا جاتا ہے۔ **ساھمه** یعنی اس نے اس کے ساتھ شراکت اختیار کی اور ایک حصہ حاصل کیا۔ المعجم الوسیط میں ہے۔ **ومنه شركة المساهمة.** (۱) (اسی سے جوائنٹ اسٹاک کمپنی ہے۔) ماہرین معاشیات ''سہم'' کا اطلاق کبھی دستاویز پر کرتے ہیں۔ اور کبھی حصص پر، دونوں کا مفہوم ایک ہے۔ پہلے مفہوم کے اعتبار سے ان کا خیال ہے۔ کہ سہم سے مراد وہ دستاویز ہے۔ جو کمپنی کے اصل سرمایہ کے ایک حصہ کی نمائندگی کرتی ہے، یہ حصہ کمپنی کے سرکولیشن کے حساب سے گھٹتا بڑھتا ہے۔ دوسرے سے مفہوم کے اعتبار سے ماہرین معاشیات کا خیال ہے۔ کہ سہم سے مراد کسی سرمایہ دار کمپنی میں شیئرز ہولڈر کا حصہ ہے۔ یا وہ حصہ ہے۔ جس کی قیمت کے مطابق کمپنی کا وہ مجموعہ سرمایہ منقسم ہوتا ہے۔ جو قدر عرفی والے دستاویز میں مذکور ہوتا ہے۔ کیونکہ شیئرز مجموعی طور پر کمپنی کے اصل سرمایہ کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اور یکساں قیمت کے حامل ہوتے ہیں۔

۳۔ شیئرز کی شرعی حیثیت:

جس کمپنی کے کچھ اثاثے وجود میں آچکے ہیں۔ اس کا خرید کردہ شیئرز کمپنی میں شیئرز ہولڈر کی ملکیت کی نمائندگی کرتا ہے۔ محض اس بات کی دستاویز نہیں ہے۔ کہ اس نے کمپنی کو اتنی رقم دی ہے۔

۴۔ شیئرز کی خرید وفروخت جبکہ کمپنی کے پاس کوئی اثاثہ نہ ہو:

بعض اوقات کمپنی قائم کرتے وقت شیئرز کا اعلان کیا جاتا ہے، اور اس وقت اس کے پاس کچھ بھی املاک نہیں ہوتی ہیں۔ اس وقت اگر کمپنی کے خرید کردہ شیئرز کی بیع کی جائے۔ تو ایسی صورت میں نقد نقد کے مقابل ہوتا ہے۔ اس کا کیا حکم ہوگا؟۔ فقہی نقطۂ نظر سے اس صورت میں خرید کردہ شیئرز کی بیع اس کی قیمت اس میں سے کم وبیش کے ساتھ سودا ہونے کی وجہ سے جائز نہیں، اور شیئرز پر لکھی ہوئی قیمت کے برابر سے بیچنا جائز ہے۔ اس لئے کہ یہ بیع صرف نہیں ہے۔ اور موجودہ نقد ونوٹ چونکہ فلوس کے مانند ہے۔ لہذا جس طرح

فلوس کی بیع فلوس کے ساتھ کمی بیشی کے ساتھ جائز نہیں۔امام محمدؒ کے قول کے مطابق فلوس کی بیع فلوس سے ہوتو تقابض علی احد البدلین شرط ہے۔اسی طرح روپیہ کی بیع میں ان کے قول کے مطابق ''عوضوں میں سے ایک پر قبضہ شرط رہے گا۔نہ کہ دونوں پر۔اور زیر بحث صورت میں بھی نقد کا تقابل نقد سے ہے۔لہذا کمی وبیشی کے ساتھ جائز نہ ہوگی۔اور برابر قیمت شیئرز بیچا جائے تو درست ہوگا۔اس لئے کہ احد البدلین پر مجلس عقد میں قبضہ ہو جاتا ہے۔(فقہی مقالات ۱/۳۱)

۵۔نقد واملاک کے مجموعہ کا حکم:

کمپنی کے وجود کے بعد اس کا اثاثہ مخلوط ہوتا ہے۔(نقد واملاک کا مجموعہ) اس صورت میں جبکہ مجموعہ مال ربوی وغیر ربوی دونوں پر مشتمل ہے۔شیئرز کی نقد کے ساتھ خرید وفروخت کا کیا حکم ہوگا؟۔فقہی نقطہ نظر سے اس صورت میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مال ربوی یعنی نقد و دیون اور مال غیر ربوی یعنی اثاثہ کی بیع نقد کے ساتھ جائز ہے۔بشرطیکہ نقد مجموعہ میں مخلوط نقد سے زائد ہو، تاکہ نقد نقد کے مقابل ہو جائے اور زائد نقد اثاثہ کے مقابلہ میں ہوگا۔مثلاً اس روپے کے شیئرز میں اٹھ روپے نقد دونوں کے مقابل ہیں۔اور دو روپے جامد اثاثوں کے مقابل تو شیئرز کی بیع اٹھ روپے یا اس سے کم میں جائز نہ ہوگی۔البتہ نو روپے یا دس سے زائد پر جائز ہے، فتاوی عالمگیری میں ہے۔ **ولو اشتریٰ سیفاً محلی بالفضة او لجاماً مفضضاًبالفضة الخالصة، وو زنها اکثر جاز ، وان کان وزنها اقل من الحلیة او مثلها اولا یدری لا یجوز (هندیه ۳/۱۸۷)**

۶۔وہ کمپنیاں جن کا بنیادی کاروبار حرام ہے:

جیسے شراب اور خنزیر کے گوشت کی تجارت اور اکسپورٹ، یا بینک اور سودی اسکیموں میں روپے لگانا، ایسی کمپنیز کے شیئرز کی خرید وفروخت بالاتفاق جائز نہیں ہے۔اس لئے کہ ایسی کمپنیز کے شیئرز خریدنا تعاون علی الاثم ہے۔جو نص قرآنی حرام ہے۔ **"لقوله تعالیٰ"ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان** آیت نمبر۲ سورہ مائدہ) نیز حرام اشیاء مسلمان کی مملوک نہیں ہوتیں اور غیر مملوک کی بیع جائز نہیں، اس لئے حرام اشیاء کی خرید وفروخت مسلمان کے لئے جائز نہیں ہیں۔اور جس کا کام کرنا جائز نہ ہو اس کے کرنے کے لئے کسی کو وکیل بنانا بھی جائز نہ ہوگا۔۔۔۔۔۔**ما حرم فعله حرم طلبه ....ولان ماثبت للوکیل ینتقل الیٰ المؤکل فصار کانه باشر بنفسة ولوباشر بنفسه لم یجز فکذالتوکیل به ... (عنایه مع الفتح ۶/۴۴۰)**

۷۔وہ کمپنیاں جن کا کاروبار حلال ہو:

ایسی کمپنی کے شیئرز خریدنا جس کا کاروبار حلال ہو مگر اس کو سودی قرضے لینے پڑتے ہوں۔ایسی کمپنیز جن کا کاروبار حلال ہے۔مثلاً انجینیئرنگ کا سامان تیار کرنا، عام استعمال کی مصرفی چیزیں تیار کرنا وغیرہ۔پھر ان کمپنیوں کا بنیادی کاروبار حلال ہونے کے باوجود انہیں بعض اوقات انکم ٹیکس وغیرہ کی زد سے بچنے کے لئے بینکوں سے سودی قرض لینا پڑتا ہے۔چونکہ اس صورت میں دینا ہوتا ہے۔لینا نہیں

اس لئے مال اور اس سے حاصل ہونے والے منافع میں کوئی حیثیت موجود نہیں ہے، اس لئے اس کے منافع کے حلال ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ البتہ چونکہ سود دینا ہوتا ہے۔ اور وہ بھی حرام ہے۔ تو اس قسم کی حرام کاری سے بچنے کے لئے فقہاء نے یہ تجویز پیش کی ہے۔ کہ شیئرز ہولڈر کمپنی کی میٹنگ میں سودی قرض حاصل کرنے پر اپنی ناپسندیدگی ظاہر کردے یا خط ہی کی ذریعہ اظہار بیزاری کردے، اس کے بعد کمپنی کے عملہ کے کام کی ذمہ داری شیئر ہولڈر پر نہیں ہوگی۔ تاہم ایسے کمپنیوں کے شیئر خریدنے سے بچنا افضل ہے۔ "کمپنی اور شیئرز ص ۴۱"

۸۔ حلال کاروبار والے کمپنیوں کی اصلاح:

ایسی حلال کاروبار کرنے والی کمپنیوں کو بھی قانونی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اپنے سرمایہ کا کچھ حصہ ایزور بینک میں جمع کرنا پڑتا ہے، یا سیکورٹی بانڈز خریدنے پڑتے ہیں۔ جن کی وجہ سے انہیں سود بھی ملتا ہے۔ کیا ایسی کمپنیز کے شیئرز خریدنا جائز ہوگا؟ اس سلسلے میں فقہی تجویز یہ ہے۔ کہ سود ملنے کی وجہ سے مال اور منافع میں سود کی آمیزش ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے مال میں خبث پیدا ہونے کی زیادہ یقین ہے۔ تو کمپنی کی میٹنگ میں سودی کاروبار کے خلاف آواز اٹھائے، یا خط کے ذریعے اظہار بیزاری کردے، اور سود کی جتنی مقدار اس کے منافع میں شامل ہے۔ اس کو بلانیت ثواب صدقہ کردے۔

۹۔ کمپنی بورڈ آف ڈائریکٹر اور شیئرز ہولڈر کا باہمی رشتہ:

شرعی نقطہ نظر سے بورڈ آف ڈائریکٹرز شیئرز ہولڈر کا وکیل ہے۔ اور بورڈ کا عمل شیئرز ہولڈر کا عمل سمجھا جائے گا، اس لئے کہ شیئرز کی خرید وفروخت کو اگر شرکت عنان سے قریب تر قرار دیا جائے۔ جیسا کہ حضرت تھانویؒ اور بہت سے علماء کا خیال ہے۔ تو فقہاء کی تصریح کے مطابق شرکت عنان کی بنیاد وکالت پر ہوتی ہے۔ **وا ما شركة العنان فتنعقد على الو كالة دون الكفالة (هدايه)** اور اگر اس کو مضاربت مانا جائے جیسا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے، تو مضاربت کو بھی فقہاء نے توکیل ہی قرار دیا ہے۔ **(المضاربة تو كيل با لعمل لتصرفه بأمره(درمختار ۴/۴۸۴)**

البتہ بورڈ سود کی عمل سے شیئرز ہولڈر اپنی برأت کا علان کردے تو وہ اس عمل کی ذمہ داری سے بری ہو جائے گا اس لئے کہ شیئرز ہولڈر نے کمپنی کو تجارت کے باب میں وکیل بنایا ہے۔ نہ کہ سودی قرض لینے میں۔ اور اگر اس معاملہ میں وکالت ہو بھی تو یہ **دلا لۃً** ہوگی۔ لیکن جب صراحت کے ساتھ وہ اختلاف کردے۔ تو صراحت دلالت پر مقدم ہوگی۔

(ب) فقہاء نے تصریح کی ہے۔ کہ وکیل کی وکالت انہی امور تک محدود رہے گی۔ جو موکل کی مرضی کے مطابق ہوں۔ بقیہ چیزوں میں خود وکیل ذمہ دار ہوگا۔ مؤکل اس سے بری الذمہ ہوگا۔ **کما فی الدر (فلو اشترا ہ بغير النقود او بخلا ف ما سمیٰ المؤكل له من الثمن وقع الشر اء للو كيل لمخالفته امره وينعزل فى ضمن المخالفة(ج : ۴/۴۵۰)**

۱۰۔سوداور اس سے حاصل شدہ منافع کے تصدق کا مسئلہ:

اگر کمپنی کے منافع میں سود کی رقم بھی شامل ہو اور اس کی مقدار معلوم ہو تو ایسی صورت میں منافع میں سے بقدر سود نکال کر صدقہ کر دینا واجب ہے۔ **اذا دفع المسلم النصرانی ما لا مضاربة با لنصف فهو جا ئزالا انه مکروه فان اتجر فی الخمر والخنزير فربح جاز علی المضاربة فی قول ابی حنیفةؒ وینبغی للمسلم أن يتصدق بحصته من الربح (هندیه ۳۳/۴)**

۱۱۔شیئرز کی تجارت:

تجارت کی وضاحت! یعنی کوئی شخص کچھ شیئرز خریدے کہ قیمت بڑھنے کی صورت میں نفع کے ساتھ فروخت کردے جبکہ اس میں ایک طرح کی قیاس آرائی کو دخل ہوتا ہے۔ کہ بازار کی صورت حال کو دیکھ کر زیادہ منافع دینے والے شیئرز خرید لئے جاتے ہیں۔
شیئرز کی تجارت جائز ہے۔ بوقت کمپنی کے آثاثے وجود میں آچکے ہو۔ کیونکہ جب یہ بات تسلیم کرلی گئی۔ کہ شیئرز قابل بیع وشراء ہیں۔ شیئرز کی بیع دراصل کمپنی کے اثاثوں میں تناسب کے حصے کی بیع ہے۔ تو خرید وفروخت جائز ہوگی۔ خواہ کسی بھی نیت سے ہو، کسی چیز کو قابل بیع وشراء ماننے کے بعد محض نیت کی بنیاد پر جواز وعدم جواز کی تفریق درست نہیں۔ خصوصاً جب کہ نیت بھی کسی ناجائز چیز کی نہ ہو۔ تجارت کی نیت ایک جائز امر کی نیت ہے۔ تخمین وقیاس آرائی بذات خود حرام نہیں تجارت میں تو تخمین وقیاس آرائی ایک مضبوط عامل ہے۔ تجارت کے اکثر مراحل میں اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔ (بحوالہ کمپنی اور شیئرز ص ۵۵)

۱۲۔فیوچرسیل اور بیاعات مستقبلہ:

ڈیفرنس برابر کرنا سٹہ بازی ہے۔ یعنی جہاں یہ صورت ہو کہ شیئرز کا لین دین مقصود نہ ہو بلکہ آخر میں جا کر آپس کا فرق برابر کرلیا جائے اور قبضہ بھی نہ ہو تو یہ صورت حرام ہے۔ (فقہی مقالات ۱/۱۵۲)
شیئرز مارکیٹ میں ایک سودا جسے فیوچرسیل (بیاعات مستقبلیات) کہتے ہیں۔ مروج ہے۔ اس کا مقصد شیئرز خریدنا نہیں ہوتا بلکہ بڑھتے گھٹتے دام کے ساتھ نفع ونقصان کو برابر کرلینا مقصود ہوتا ہے۔ اس میں اصل سودا محض کاغذی کاروائی ہے۔ نہ مشتری ثمن دیتا ہے۔ نہ بائع مال دیتا ہے۔ البتہ مقرر تاریخ پر بڑھتے ہوئے دام کی صورت میں منافع یا گھٹتے ہوئے دام کی صورت میں خسارہ ادا کیا جاتا ہے۔ شریعت میں مذکورہ فیوچرسیل ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ قمار (جولے) کی واضح شکل ہے۔

۱۳۔غائب سودا جس میں بیع کی نسبت مستقبل کی طرف کی جاتی ہے:

اس میں بیع کی نسبت مستقبل کی طرف کی جاتی ہے۔ اس لئے یہ بیع منعقد اور لازم نہیں ہوتی۔ اسے بیع نہیں صرف وعدہ بیع کہا

جاسکتا ہے۔(کمپنی اور شیئرز ص ۵۶) مقررہ تاریخ آنے پر ایجاب وقبول ہونے کی بعد ہی بیع وجود میں آئے گی۔

۱۴۔شیئرز کی سرٹیفیکٹ ملنے سے قبل شیئرز پر قبضہ تسلیم کیا جائے گا۔یا نہیں؟:

محض شیئرز کی بیع وشراء سے ہی کمپنی کے اثاثے املاک شیئرز ہولڈر کی ملکیت میں آجاتے ہیں۔لانّ التخلية قبض حكما (ردالمحتار ۱۴/۴۷) سرٹیفیکٹ محض اس کا ایک تحریری ثبوت ہے۔واضح رہے کہ شیئرز کمپنی والوں سے معلوم ہوا کہ شیئرز ہولڈر کا نام سی ڈی میں منتقل ہونے سے قبل اس کا قبضہ شیئرز تسلیم نہیں کیا جاتا ہے لہٰذا ڈیلیوری سے قبل اس کی کوئی فروخت کرنا جائز نہیں ہے(حوالہ بالا ۶ ص ۳۰)

۱۵۔قبضہ سے پہلے شیئرز کی خرید وفروخت:

قبضہ سے پہلے شیئرز کی خرید وفروخت یا اس کی منتقلی درست نہیں ہے۔اس لئے کہ غرر کا اندیشہ ہے۔اور اسی طرح شیئرز کے داموں کے بڑھنے کی صورت میں عدم حوالگی کا امکان ہے۔اور آپ ﷺ نے غرر اور قبضہ سے پہلے کسی چیز کو فروخت کرنے سے منع فرمایا۔ ونهى رسول الله ﷺ عن بيع ما ليس عندك وعن ربح ما لم يضمن (مصنف عبد الرزاق ۳۹/۸)

۱۶۔دلال (بروکر) کے ذریعہ شیئرز کی خرید وفروخت:

آج کل کاروباری دنیا میں دلال کے بغیر کوئی بھی کام نہیں ہوتا ہے۔اکثر تجارت وکاروبار دلال ہی کے ذریعے مکمل ہوتے ہیں۔لہٰذا فقہاء کرام نے دلال کے ذریعے کاروبار کو جائز قرار دیا ہے۔اور دلال کے لئے اجرت بھی جائز قرار دیا ہے۔كما في الحاوی و سئل عن محمد بن سلمةؒ عن اجرة السمسار فقال ارجوا انه لا باس به وان كان في الاصل فاسدا لكثرة التعامل و كثير من هٰذا غير جائز فجوزوه لحاجة الناس اليه كدخول الحمام (شامی ۴۴/۵)

۱۷۔شیئرز میں "بدلہ" کا سودا:

اسٹاک ایکسچینج میں شیئرز کی خرید وفروخت کا ایک اور طریقہ بھی رائج ہے۔جس کو "بدلہ" کہا جاتا ہے۔ یہ بھی فینانسنگ کا ایک طریقہ ہے۔اس کی صورت یہ ہوتی ہے۔کہ ایک کو شخص پیسوں کی ضرورت ہے۔اور اس کے پاس شیئرز موجود ہے۔وہ شخص دوسرے کے پاس وہ شیئرز لے کر جاتا ہے۔اور اس سے کہتا ہے۔کہ میں یہ شیئرز آج آپ کو اتنی قیمت پر فروخت کرتا ہوں۔اور ایک ہفتہ کے بعد میں قیمت بڑھا کر اتنے میں خرید لوں گا۔گویا کہ فروخت کرتے وقت یہ شرط ہوتی ہے۔کہ شیئرز قیمت بڑھا کر واپس کر لینے ہوں گے۔دوسرے شخص کو آپ فروخت نہیں کر سکتے۔شرعاً یہ صورت درست نہیں۔اس لئے کے فقہ کا اصول ہے۔کہ کسی بھی بیع کے اندر ایسی شرط لگانا جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو۔جائز نہیں۔اور خاص طور پر قیمت بڑھا کر واپس لینے کی شرط لگانا حرام ہے۔اور یہ شرط فاسد ہے۔لہٰذا بدلہ کی صورت خالصۃ سود ہی کا ایک دوسرا عنوان ہے۔جو شرعاً اس کی اجازت نہیں دی جاتی ۔(فقہی مقالات ج: ۱/۱۵۵) كما في الكنز قوله: مايبطل بالشرط الفاسده البيع و القمة آه كنز الا قائق . ۲/ص ۲۵۹)